مساجد و مدارس کے چندوں پر کمیشن کا حکم احکامِ اجارہ کی روشنی میں

(مفتی محمد نظام الدین رضوی)

سفرا و محصلین کے ذریعہ زکوٰۃ، صدقات اور عطیات کی وصولی پر جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ شرعی نقطۂ نظر سے اجرت ہے اور مدارس و سفرا کے درمیان اس کے لئے جو معاہدہ ہوتا ہے وہ عقد اجارہ ہے۔ کیونکہ اجارے میں (۱) یا تو کسی کے مکان، دکان، زمین، سامان وغیرہ سے نفع اٹھانے کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ (۲) یا کوئی کام کرنے، کرانے پر مزدوری دی جاتی ہے اور دونوں پر ہی اجارے کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں چندہ کرنے پر سفیر کو مزدوری دی جاتی ہے اس لئے یہ بھی اجارہ ہوا، یہ الگ بات ہے کہ یہ اجارہ کی نوع دوم سے ہے۔

فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارہ میں ہے:

إنها نوعان، نوع يرد على منافع الأعيان كاستئجار الدور والأراضي والدواب والثياب وما أشبه ذلك۔

ونوع: يرد على العمل كاستئجار المحترفين للأعمال كالقصارة والخياطة والكتابة وما أشبه ذلك. كذا في المحيط۔ اھ۔

(ص ۴۱۱، ج ۴، الباب الأول في تفسير الإجارة و بيان أنواعها)

ہدایہ میں ہے:

وربما يقال: الإجارة قد يكون عقداً على العمل، كاستيجار القصار والخياط، ولا بد أن يكون العمل معلوماً، وذلك في الأجير المشترك وقد يكون عقداً على المنفعة كذا في اجير الوحد. ولا بد من بيان الوقت ۔اھ (ص ۲۹۴، ج ۳، كتاب الإجارة. قبيل "باب الأجر متى يستحق")

☆ حجر: بچپن یا غلامی یا جنون کی وجہ سے قولی تصرف سے منع کرنا ☆

کسی عوض پر کام کرنے والے کو ''اجیر'' اور عوض کو ''اجرت'' کہا جاتا ہے۔فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور دوسری کتب فقہ میں بھی ایسا ہی ہے۔

اجیر دو طرح کے ہوتے ہیں:

ایک: تو وہ جو کسی خاص فرد، فرم یا ادارے کا پابند ہوتا ہے اور اس کے لئے ڈیوٹی کا وقت بھی مقرر ہوتا ہے کہ یہ اُس وقت میں دوسرے کا کام نہیں کر سکتا۔ اسے عام بول چال میں ''تنخواہ دار ملازم'' کہتے ہیں اور عرف شرع میں اسے ''اجیر خاص'' کہا جاتا ہے یعنی خاص شخص کا مزدور جس سے ڈیوٹی کے وقت میں بس وہی کام لے سکتا ہے۔

دوسرا: وہ اجیر جو کسی ایک فرد، فرم یا ادارے کا پابند نہیں ہوتا کہ کسی وقت مقرر میں یہ اسی کا کام کرے، بلکہ اسے دوسرے کا کام کرنے کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ یہ کام کرنے کے حساب سے مزدوری پاتا ہے کہ جتنا کام کرے گا اسی کے حساب سے مزدوری پائے گا، کام زیادہ ہوگا تو مزدوری بھی زیادہ ہوگی اور کام کم ہوگا تو مزدوری بھی کم ہوگی جیسے درزی، دھوبی، حجام، کاتب، ملاح، دلال، کمیشن ایجنٹ وغیرہ اسی طرح کے اجیر یا مزدور ہیں، ایسے اجیر کو فقہ کی اصطلاح میں ''اجیر مشترک'' کہا جاتا ہے کہ وہ بطور اشتراک سب کا مزدور ہو سکتا ہے جو چاہے اس سے کام کرا لے۔

یہ صرف کام کرنے پر اجرت کا حقدار ہوتا ہے جبکہ اجیر خاص کام نہ ہونے کی صورت میں صرف ڈیوٹی پر حاضر رہنے کے سبب بھی اجرت کا حقدار ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے:

الأجراء علی ضربین: مشترک و خاص. فالأوّل من یعمل لا لواحدٍ کالخیاط و نحوه، أو یعمل له عملاً غیر مؤقت کأن استاجره للخیاطة فی بیته غیر مقیدة بمدة کان أجیراً مشترکًا و إن لم یعمل لغیره...... ولا یستحق المشترک الأجر حتی یعمل کالقصار ونحوه کفتال وحمال ودلال وملاح...... والثانی: وهو الأجیر الخاص و یسمی أجیر واحد، وهو من یعمل لواحدٍ المدة و إن لم یعمل کمن استوجر شهرًا للخدمة أو شهرًا لرعی الغنم المسمی بأجر مسمی۔اھ۔

(ص ۸۷، ۹۵، ج ۹، باب ضمان الأجیر)

☆خیار شرط: کسی چیز کو خریدتے وقت لینے یا نہ لینے کا اختیار رکھنا☆

یہی تفصیلات ہدایہ میں بھی ہیں، عبارت یہ ہے:

الأجراء علی ضربین: أجیر مشترک، وأجیر خاص.

فالمشترک من لا یستحق الأجرة حتی یعمل کالصباغ والقصار، لأن المعقود علیه إذا کان هو العمل أو أثره کان له أن یعمل للعامة لأن منافعه لم تصر مستحقة لواحدٍ فمن هذا الوجه یسمی أجیرًا مشترکًا. قال: والأجیر الخاص الذی یستحق الأجرة بتسلیم نفسه فی المدة و إن لم یعمل کمن استوجر شهرًا للخدمة أو لرعی الغنم و إنما سمی أجیر وحدۃ لأنه لا یمکنه أن یعمل لغیره لأن منافعه فی المدة صارت مستحقة له، والأجر مقابل بالمنافع ولهذا یبقی الأجر مستحقًا و إن نقض العمل۔اھ۔ (ہدایہ باب ضمان الأجیر، ص۲۹۲و۲۹۴، ج ۳)

بہارِ شریعت میں ان جزئیات کی ترجمانی ان الفاظ میں ہے:

اجیر دو قسم کے ہیں اجیر مشترک و اجیر خاص۔ اجیر مشترک وہ ہے جس کیلئے کسی وقت خاص میں ایک شخص کا کام کرنا ضروری نہ ہو، اس وقت میں دوسرے کا بھی کام کر سکتا ہو جیسے دھوبی، خیاط، حجام، حمال وغیرہم جو ایک شخص کے کام کے پابند نہیں ہیں اور اجیر خاص ایک ہی شخص کا پابند ہوتا ہے۔

مسئلہ: کام میں جب وقت کی قید نہ ہو اگرچہ وہ ایک ہی شخص کا کام کرے یہ بھی اجیر مشترک ہے مثلاً درزی کو اپنے گھر میں کپڑے سینے کے لئے رکھا اور یہ پابند نہ ہو کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک سیئے گا اور روزانہ یا ماہوار یہ اجرت دی جائے گی بلکہ جتنا کام کرے گا اسی حساب سے اجرت دی جائے گی تو یہ اجیر مشترک ہے۔ یوں ہی اگر وقت کی پابندی ہے مگر دوسرے کا بھی اس وقت میں کام کرنے کی اجازت ہے مثلاً چرواہے کو بکریاں چرانے کو ایک روپیہ ماہوار پر رکھا مگر یہ نہیں کہا ہے کہ دوسرے کی بکریاں نہ چرانا، تو یہ بھی مشترک ہے اور اگر یہ طے ہو جائے کہ دوسرے کی بکریاں نہیں چرائے گا تو اجیر خاص ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: اجیر مشترک میں اجارہ کا تعلق کام سے ہے۔ لہٰذا وہ متعدد اشخاص کے کام لے سکتا ہے اور اجیر خاص میں اس مدت کے منافع کا ایک شخص کو مالک کر چکا۔ لہٰذا دوسرے سے عقد نہیں کر سکتا۔

☆ ربوا: عقد کے وقت جو زیادتی مال کو مال کے بدلنے سے بلا عوض حاصل ہو ☆

مسئلہ: اجیر مشترک اجرت کا اس وقت مستحق ہے جب کام کر چکے مثلاً درزی نے کپڑے کے سینے میں سارا وقت صرف کر دیا مگر کپڑا اسی کر تیار نہ کیا یا اپنے مکان پر سینے کے لئے تم نے اسے مقرر کیا تھ ون بھر تمہارے یہاں رہا مگر کپڑا نہیں سیا، اجرت کا مستحق نہیں ہے۔

(بہار شریعت، حصہ چہاردہم، ص ۱۴۴، ۱۴۵، بحوالہ درمختار)

حاشیہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

جس اجیر کا وقت مول لیا، مثلاً اتنے ماہوار پر خدمت گار، وہ اجیر خاص کہلاتا ہے وہ اس وقت میں دوسرے کا کام نہیں کرسکتا اور اس کی تنخواہ کام پر موقوف نہیں، اگر اس نے وقت دیا اور اسے کام نہ ملا، خالی بیٹھا رہا تنخواہ پائے گا۔ (ص ۴۲۴، ج ۱)

ان جزئیات کو سامنے رکھ کر سفرا و محصلین کے طریق کار کا جائزہ لیجئے تو عیاں ہوگا کہ دونوں ہی طرح کے محصلین مدارس کے لئے چندہ کرتے ہیں اجیر خاص بھی اور اجیر مشترک بھی۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کل کے محصلین عام طور پر اجیر مشترک ہوتے ہیں مگر اجیر خاص بھی پائے جاتے ہیں جو زیادہ تر اپنے مدرسہ کے قرب و جوار میں رہ کر چندہ کرتے ہیں۔ اگر اسی طرح کے سفرا دور دراز کے علاقوں میں بھی چندہ کے لئے بھیجے جاتے تو کسی کو اس کے جواز میں تردد نہ ہوتا کہ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں پائی جاتی اور اس کے جواز میں کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس طرح کے محصلین مدرسہ کے تنخواہ دار ملازم ہوتے ہیں تو جو حکم اساتذہ اور دیگر ملازمین کا ہے وہی حکم ان سفرا کا بھی ہوگا۔

اور جو سفرا کمیشن پر چندہ کرتے ہیں وہ فقہی اصطلاح کے مطابق ''اجیر مشترک'' ہوتے ہیں کیونکہ فقہاء نے اجیر مشترک کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں وہ سب اس میں پائے جاتے ہیں یعنی:

الف: اس کے لئے ڈیوٹی کا کوئی وقت مقرر نہیں کہ خاص اس وقت میں کام پر نہ آئے تو غیر حاضر سمجھا جائے اور اس کے باعث اجرت کا حقدار نہ ہو۔

ب: وہ کسی ایک شخص کا پابند نہیں کہ وہ کسی وقت خاص میں اسی کا کام کرنے پر مجبور ہو، اور دوسرے کا کام نہ کر سکے، بلکہ وہ دوسرے کا بھی کام کرسکتا ہے۔

ج: وہ کسی ایک شخص کا پابند نہیں کہ وہ کسی وقت خاص میں اسی کا کام کرنے پر مجبور ہو، اور دوسرے

کا کام نہ کر سکے، بلکہ وہ دوسرے کا بھی کام کر سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ڈاکخانہ کو''اجیر مشترک کی دکان'' کہا ہے کیونکہ اس میں یہ سارے اوصاف پائے جاتے ہیں۔لہٰذا کمیشن پر چندہ کرنے والے سفرا انہیں اوصاف کے جامع ہونے کی بناء پر اجیر مشترک قرار پائیں گے اور شرعاً اجارہ مطلقاً جائز ہے خواہ کام کرنے والا اجیر خاص ہو، یا اجیر مشترک کہ احادیث نبویہ اس باب میں مطلق وارد ہیں جیسا کہ ہدایہ''کتاب الاجارات'' کے درج ذیل اقتباس سے عیاں ہے:

> إنا جوزناه لحاجة الناس إليه وقد شهدت بصحتها الآثار وهي قوله عليه الصلاة والسلام : أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه، وقوله عليه السلام من استأجر أجيرًا فليعلمه أجره۔

ہم نے اجارہ کو اس لئے جائز قرار دیا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے اور احادیث نبویہ بھی اس کی صحت کی شاہد ہیں۔مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجیر کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اجرت دے دو۔نیز ارشادِ رسالت ہے کہ جو کوئی کسی کو اجیر رکھے تو اسے اس کی اجرت بتا دے۔(ص ۲۷۷، ج ۳) اس لئے محصلین کا یہ اجارہ جائز ہونا چاہئے۔

مگر اجارہ بھی بیع کی طرح شروط فاسدہ سے فاسد ہو جاتا ہے۔جیسا کہ فقہائے کرام نے کتاب الاجارات میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔اور مسئلہ دائرہ اجارہ فاسدہ کی ایک شق''قفیز طحان'' کے دائرے میں آتا ہے اس لئے اسے ناجائز ہونا چاہئے۔

قفیز طحان کیا ہے؟

قفیز ایک پیمانے کا نام ہے اور طحان کا معنی ہے''پیسنے والا''۔ایک خاص مقدار میں آٹا پیسنے پر اسی آٹے میں سے ایک قفیز پیسنے والے کو دیتے تھے، اس لئے اسے''قفیز طحان'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔اس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ پہلے کے زمانے میں آٹا کی چکی چلانے کے لئے کسی کا بیل کرائے پر لے لیتے اور اس کے بدلے میں اُسی کے پیسے ہوئے آٹا سے ایک قفیز آٹا اجرت قرار پاتا، یا کسی انسان سے یہ معاملہ طے پاتا کہ وہ اس کا آٹا پیس دے اور اسی پسے ہوئے آٹے سے آدھا یا تہائی یا چوتھائی آٹا مزدوری لے لے۔اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا

☆بیع مقائیضہ یہ ہے کہ: سامان کے بدلے سامان کی بیع ہو☆

کیونکہ کام کرانے والا وقت عقد وہ مزدوری دینے پر قادر نہ تھا۔ فقہائے کرام نے اس سے یہ استنباط فرمایا کہ اس کے سوا بھی کوئی کام کرایا جائے اور اسی میں سے اجرت دینا طے ہو وہ قفیز طحان کے معنی میں ہے۔ لہٰذا اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ ناجائز و فاسد ہے اور مسئلہ دائرہ میں بعینہٖ یہی شکل پائی جاتی ہے۔ کیونکہ محصلین اور ارباب مدارس کے مابین معاہدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی وصول کریں گے اس کا ۲۰ یا ۳۰ فیصد مثلاً اسے بطور حق محنت ملے گا۔ اس سے ظاہر یہی ہے کہ وہ جو چندہ کریں گے اسی میں سے ۲۰ یا ۳۰ فیصد انہیں اجرت دی جائے گی تو معلوم ہوا کہ اس میں ''قفیز طحان'' کا خبث موجود ہے جو اجارہ کو فاسد بنانے اور ناجائز ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔

بہار شریعت میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی:

''اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اسی میں سے اتنا تم اجرت میں لے لینا۔ یہ اجارہ فاسد ہے۔ مثلاً کپڑا بننے کے لئے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا۔ یا غلہ اٹھا کر لاؤ اور اسی میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لئے بیل لئے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا، یوں ہی بھاڑ میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہرا کہ ان میں سے اتنے بھنائی میں دیئے جائیں گے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔'' (بہار شریعت، ص ۱۳۹، حصہ ۱۴)

درمختار میں اس کا تعارف ان الفاظ میں ہے:

"ولو دفع غزلا لآخر لينسجه له بنصفه أي: بنصف الغزل، أو استأجر بغلاً ليحمل طعامه ببعضه، أو ثوراً ليطحن بره ببعض دقيقه فسدت في الكل. لأنه استأجره بجزء من عمله والأصل في ذلك نهيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن قفيز الطحّان"۔

(ص ۳٦، ج ۵، باب الإجارة الفاسدة)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''صورة قفيز الطحان: أن يستأجر الرجل من آخر ثوراً ليطحن به الحنطة على أن يكون لصاحبها قفيز من دقيقها أو يستأجر

☆ بیع مزابنہ: کٹے ہوئے پھل کو درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلے اندازاً فروخت کرنا ☆

إنسـاناً ليطحن له الحنطة بنصف دقيقها أو ثلثه أو ما أشبه ذلك فذلك فاسد"۔ (ہندیہ، ص۴۴۴، ج۴)

ظاہر ہے کہ مسئلہ دائرہ قفیز طحان کے مسئلے کے عین مطابق ہے، کیونکہ وصولی کا ہی ایک مخصوص حصہ اجرت میں طے ہوتا ہے اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ اسی میں سے ادائیگی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ اجارہ ناجائز ہوتا چاہئے۔

مگر اب سوال یہ ہے کہ پھر سفرا سے کس طرح کام لیا جائے اور مدارس دینیہ کیسے چلیں؟ یہ ایسا سوال نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے بلکہ اس کا حل ضروری ہے۔

(اس پر گفتگوان شاءاللہ آئندہ شمارہ میں ہوگی)

دوسری جلد شائع ہوگئی

☆

جدالممتار علی رد المحتار

☆

تحقیق وتقدیم: مجلس المدینۃ العلمیۃ

بہترین کاغذ' عمدہ طباعت' خوبصورت جلد'

شائقین اپنا نسخہ مکتبۃ المدینۃ کراچی

یا کسی قریبی کتب خانہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

☆خیارشرط: کسی چیز کو خریدتے وقت لینے یا نہ لینے کا اختیار رکھنا☆